© rasailojaraid.com

تجارت اور سودا بازی

۷ : جو چیز اپنے پاس موجود نہیں، اس کی سودا بازی نہ کی جائے :

"عن حکیم بن حزام قال نھانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ابیع ما لیس عندی" (رواہ الترمذی)

حکیم بن حزام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے ایسی چیز بیچنے سے منع فرمایا جو میرے پاس موجود نہیں۔

"وفی روایۃ لہ ولابی داؤد والنسائی قال قلت : یا رسول اللہ ! یاتینی الرجل فیرید منی البیع ولیس عندی فابتاع لہ من السوق؟ قال : لا تبع ما لیس عندک"

اور ترمذی کی ایک روایت، جو ابو داؤد اور نسائی میں بھی ہے، اس میں یوں مذکور ہے کہ حکیم بن حزام نے کہا "یا رسول اللہ! ایک شخص مجھ سے کچھ خریدنے کا ارادہ کرتا ہے، وہ چیز میرے پاس موجود نہیں ہے تو کیا میں اسے بازار سے خرید دوں؟ فرمایا" جو چیز تیرے پاس نہیں اس کی سودا بازی مت کر"

کیونکہ ایسی چیز نہ مل سکنے کا بھی امکان ہے۔ اور جس نرخ پر سودا طے ہوا اس میں کمی بیشی کا امکان بھی ہے، لہٰذا یہ صورت ممنوع ہے۔

۸ : مال منڈی میں پہنچنے سے پیشتر راستہ میں ہی قافلہ روک کر سودا بازی نہ کی جائے :

"عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : لا تلقوا السلع حتی یھبط بھا الی السوق" (متفق علیہ)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

"حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: تجارتی مال کا آگے جا کر سودا نہ کرو، حتیٰ کہ وہ منڈی میں اتارا جائے۔" (متفق علیہ)

"وعن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: لا تلقوا الجلب فمن تلقھا فاشتری منہ فاذا اتی سیدہ السوق فھو احق بالخیار۔" (رواہ مسلم)

"حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "غلہ وغیرہ کے قافلوں کو آگے سے جا کر مت ملو۔ جو کوئی اس سے (راستے میں) مل کر مال خرید لے اور بعد میں مال کا مالک منڈی میں آئے تو اسے سودا فسخ کرنے کا اختیار ہے۔"

ایسی صورت میں بائع کو نقصان پہنچنے کا پورا امکان موجود ہے۔ اس لئے اسے یہ اختیار دے دیا گیا ہے کہ ایسی صورت میں بازار پہنچ کر صحیح نرخ دریافت کرنے کے بعد یہ سودا فسخ کر سکتا ہے۔

۹۔ جب تک خرید کردہ مال اپنے قبضے میں نہ کر لیا جائے، اس کا آگے سودا نہ کیا جائے:

"عن ابن عمر قال کانوا یبتاعون الطعام فی اعلی السوق فیبیعونہ فی مکانہ فنھاھم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی مکانہ حتی ینقلوہ۔" (ابوداؤد)

"حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ لوگ بازار کے بالائی حصہ میں غلہ کا سودا کرتے، پھر وہیں بیچ دیتے۔ سو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسی مقام پر بیچنے سے منع فرمایا یہاں تک کہ اس غلہ کو منتقل نہ کیا جائے یعنی قبضہ میں نہ کر لیا جائے۔"

ذیل کی حدیث پہلی سے زیادہ واضح ہے:

"وعن ابن عمر فان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نھی ان تباع السلع حیث تبتاع حتی یحوزھا التجار الی رحالھم۔" (احمد، ابوداؤد۔ ایک طویل حدیث کا آخری حصہ)

"حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، جس مقام پر مال خریدا جائے وہاں فروخت نہ کیا جائے جب تک کہ تاجر اسے اپنی قیام گاہ پر نہ لے جائے۔"

ہمارے ہاں یہ عام دستور ہے کہ منڈی میں سودا خرید کر انہی کے گوداموں میں پڑا رہنے دیتے ہیں، اور گودام کا کرایہ ادا کر دیتے ہیں اور پھر اسی جگہ اس کو فروخت کر دیتے ہیں۔ نہ اسے کسی دوسری جگہ منتقل کرتے ہیں نہ اس پر قبضہ کرتے ہیں اور نہ ماپ تول کر دیکھنے کی زحمت گوارا کرتے ہیں۔ شرعاً اس قسم کی سودا بازی ممنوع ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

... ہے، ایک صا

اندازہ لگاتے ہیں کہ چھ ماہ بعد چنے کا بھاؤ ستر روپے ہونے کا امکان ہے۔ دوسرے صاحب کے خیال میں بھی یہ نرخ ۸۰ روپے تک چلا جائیگا۔ ان میں سے ایک صاحب بائع بن جاتے ہیں، دوسرے مشتری۔ سودا یہ طے پاتا ہے کہ آج سے پورے چھ ماہ بعد چنے کی ایک ہزار بوری ۷۰ روپے فی من کے حساب سے فروخت کرتا ہوں۔ دوسرے صاحب مشتری بن کر سودا پکا کر لیتے ہیں اور کچھ بیعانہ بھی دے دیتے ہیں حالانکہ بائع کے پاس مال موجود نہیں ہوتا۔ چھ ماہ بعد وہ نفع نقصان کا حساب کر کے لین دین کر لیتے ہیں۔ نہ کوئی مال دیتا ہے نہ لیتا ہے۔ تجارت کی اس قسم کو سٹہ کہتے ہیں۔ یہ سٹہ کئی لحاظ سے ممنوع ہے۔

۱۔ جو چیز پاس موجود نہیں اس کی بیع ناجائز ہے۔

۲۔ جس مال پر قبضہ نہیں کیا گیا اس کی بیع بھی ناجائز ہے۔

۳۔ اسے ماپ تول کر اپنی تسلی نہیں کی گئی۔

۴۔ مال تجارت کا لین دین سرے سے ہوا ہی نہیں۔ جب عوضین میں سے کچھ بھی حاضر نہیں۔ لہٰذا "بیع النسیئۃ بالنسیئۃ" کے تحت یہ بیع ممنوع ٹھہری۔

ان وجوہات کی بنا پر سٹہ بازی کا کاروبار قطعاً ممنوع ہے۔

۱۰۔ جب تک خرید کردہ مال کی خود ماپ تول کر تسلی نہ کر لی جائے، اس کا آگے سودا نہ کیا جائے:

"عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: "من ابتاع طعاماً فلا یبعہ حتیٰ یستوفیہ" وفی روایۃ ابن عباس: "حتیٰ یکتالہ" (متفق علیہ)

"ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، جو شخص غلہ خریدے تو جب تک اس کے پورا ہونے کی تسلی نہ کر لے، اسے فروخت نہ کرے اور ابن عباسؓ کی روایت میں ہے "جب تک اسے ماپ نہ لے"

نیز فرمایا:

"عن جابر قال نھیٰ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عن بیع الصُبرۃ من التمر لا یُعلم مکیلتھا بالکیل المسمّٰی بالتمر" (رواہ مسلم)

"حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کھجوروں کے ڈھیر کو معروف پیمانہ سے تولے بغیر فروخت کرنے سے منع فرمایا"

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سوچنے کی بات ہے کہ اگر کسی شخص نے کھجور یا کسی اور غلہ کا ڈھیر پچاس من کا سمجھ کر خریدا اور پھر اسے تولے بغیر ۵۰ من ہی سمجھ کر آگے فروخت کر دیا تو پھر اس میں نہ کوئی داؤ ہے نہ جھوٹ، آخر اس میں کونسی قباحت ہے؟ اور کیوں اسے لازمًا، ماپ تول کر کے ہی آگے فروخت کرنے کی اجازت ہے؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کا امکان موجود ہے کہ وزن کم نکلے اور مشتری کو داؤ لگ گیا ہو۔ اگر ایسی صورت ہے تو شریعت آپ سے یہ مطالبہ کرتی ہے کہ آپ اس داؤ کو اپنے تک ہی محدود رکھیں اور اسے آگے منتقل نہ کریں ——— اور اس میں آپ کا اپنا نقصان ہے جبکہ شریعت کسی کو بھی نقصان پہنچانا نہیں چاہتی۔

دوسری صورت یہ ہے کہ ایک ڈھیر نرخ طے کر کے خرید لیا، ڈھیر وہیں پڑا تھا کہ ایک اور گاہک آگیا۔ اب خریدار یا منڈی والے نے بائع بن کر نئے گاہک سے کچھ نفع پر سودا کر لیا۔ اور ڈھیر کا بعد میں وزن ہوا۔ پہلے خریدار (منڈی والے) پر وزن کی کمی بیشی کا کوئی حرف ہی نہیں آتا۔ مگر وہ صرف سودا کر لینے کی وجہ سے منافع کا حقدار بن جاتا ہے۔ تو ایسی صورت میں شریعت آپ سے یہ مطالبہ کرتی ہے کہ ایسا نفع جو وہیں کھڑے کھڑے ہوگا اس کا اصل حقدار وہ پہلا بائع ہے نہ کہ منڈی والا، اسی طرح وزن کی کمی بیشی کا بھی اصل مالک ہی ذمہ دار ہوگا۔

ہمارے ہاں منڈیوں میں اس قسم کے کاروبار کا بھی بڑا رواج ہو چکا ہے۔

ذیل میں ایک اور حدیث ملاحظہ فرمایئے:

"عن فضالة بن عبيد قال اشتريت يوم خيبر قلادة باثني عشر دينارا فيها ذهب وخرز ففصلتها فوجدت فيها اكثر من اثني عشر دينارا فذكرت ذالك للنبي صلى الله عليه وسلم، فقال لا تباع حتى يتفصل" (مسلم)

"فضالہؓ بن عبید سے روایت ہے، کہ میں نے خیبر کے دن ایک ہار بارہ دینار میں خریدا جس میں سونا اور نگینے تھے۔ میں نے ان کو الگ الگ کیا تو بارہ دینار سے زیادہ مالیت کا پایا۔ پس میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا۔ آپؐ نے فرمایا، اسے جب تک الگ الگ نہ کر لیا جائے فروخت نہ کیا جائے"

۱۱۔ جب کسی شخص کے ساتھ سودا ہو رہا ہو تو درمیان میں کوئی تیسرا آدمی اسی سودے کی کوشش مت کرے:

"عن ابن عمر قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا يبع الرجل على بيع اخيه ولا يخطب على خطبة اخيه الا ان يأذن له" (رواه مسلم)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اس کی اجازت سے ایسا کر سکتا ہے۔

۱۲۔ طے شدہ سودے کو کوئی تیسرا آدمی خراب بھی نہ کرے:

"عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یسم الرجل علیٰ سوم اخیہ المسلم" (مسلم)

"حضرت ابوہریرۃ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی شخص اپنے مسلمان بھائی کے چکائے ہوئے سودے پر سودا نہ چکائے (یعنی زیادہ رقم کا لالچ دے کر اپنے مسلمان بھائی کا سودا خراب نہ کرے"

ہمارے ہاں ایسا جوڑ توڑ بھی بکثرت چل رہا ہے۔ پیسہ کے لالچ میں سب اخلاقی اصول بے دریغ پس پشت ڈال دیئے جاتے ہیں۔

۱۳: بھاؤ سے ناواقفیت کی بنا پر سودا بازی کر کے کسی کو نقصان نہ پہنچایا جائے:

۱۴: کسی کو نقصان پہنچانے کی خاطر قیمت نہ بڑھائی جائے:

۱۵: شیردار جانوروں کا دودھ روک کر انہیں نہ بیچا جائے:

"عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (۱) لا تتلقوا الرکبان لبیع ——— !

(۲) ولا یبع بعضکم علیٰ بیع بعضٍ۔

(۳) ولا تناجشوا !

(۴) ولا یبع حاضر لبادٍ۔

(۵) ولا تصروا الابل والغنم فمن ابتاعھا بعد ذالک فھو بخیر النظرین بعد ان یحلبھا ان رضیھا امسکھا وان سخطھا ردھا وصاعا من تمرٍ" (متفق علیہ)

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

۱۔ سودا بازی کے لئے غلہ کے قافلہ کو آگے جا کر نہ ملو۔

۲۔ کسی کا سودا ہونے کے درمیان کوئی تیسرا شخص وہ سودا نہ کرے۔

۳۔ دوسرے کو نقصان پہنچانے کی خاطر قیمت مت بڑھاؤ (نجش نہ کرو)

۴۔ کوئی شہری (کسی چیز کے بھاؤ کی ناواقفیت سے فائدہ اٹھانے کی خاطر) کسی دیہاتی سے سودا نہ کرے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۵۔ بکری یا اونٹ کے تھنوں میں دودھ جمع نہ کر رکھو۔ اگر ایسا جانور کسی نے خرید لیا تو اسے دودھ دوہنے کے بعد اختیار ہے، اگر مطمئن ہے تو اپنے پاس رکھ لے ورنہ واپس موڑ دے اور کھجور کا ایک صاع بھی ساتھ دے۔

مسلم کی ایک روایت کی رُو سے یہ اختیار اسے تین دن تک ہے۔ کیونکہ تین دنوں تک جانور کی طبیعت کا اچھی طرح اندازہ ہو جاتا ہے۔

دودھ روک کر بیچنے کے متعلق دوسرا ارشاد بھی ملاحظہ ہو:

"عن ابن مسعود، قال: من اشتری شاۃ محفلۃ فردھا فلیرد معھا صاعا" (بخاری)

"ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ جو شخص ایسی بکری خریدے جس کے تھنوں میں دودھ روک دیا گیا ہو۔ پھر یہ شخص وہ جانور واپس کر دے تو اس کے ساتھ ایک صاع (گندم یا کھجور) کا بھی دے۔"

یعنی ایسا سودا قابلِ واپسی ہے۔ تاہم اس میں کچھ اضافہ بھی کر دینا چاہیئے۔ مثلاً ایک دو دن جو اس کا دودھ استعمال کیا، اس کے بدلے اس کو صاع غلہ کا دیا جائے یا اس کے ہم قیمت کچھ اور معاوضہ دے دینا چاہیئے۔

۱۶۔ کسی کی مجبوری سے فائدہ نہ اٹھایا جائے:

"عن علی قال نھی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم عن بیع المضطر وعن بیع الغرر وعن بیع الثمرۃ قبل ان تدرک" (ابوداؤد)

"حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لاچار آدمی سے سودا کرنے، بیع غرر اور پھلوں کے پکنے سے قبل ان کا سودا کرنے سے منع فرمایا ہے۔" ——— بیع غرر کا بیان پہلے گذر چکا ہے!

نیز فرمایا:

"عن ابی حرۃ الرقاشی عن عمہ، قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم: الا لا تظلموا، الا لا یحل مال امرئ الا بطیب نفس منہ" (رواہ البیھقی والدارقطنی)

"ابی حرۃ رقاشی اپنے چچا سے بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: خبردار! مت ظلم کرو، خبردار کسی شخص کا مال دوسرے کے لئے اس کی رضامندی کے بغیر حلال نہیں!"

© rasailojaraid.com

موجودہ دور میں یہ دستور چل نکلا ہے، لوگ اس تاک میں رہتے ہیں کہ کون ضرورت اور مجبوری کے تحت

© rasailojaraid.com

ممنوع ہے۔ الا یہ کہ بائع بہ طیبِ خاطر کچھ کمی کر دے لیکن مشتری اسے مجبور نہ کرے۔

اس سے بڑھ کر یہ کہ مشتری خود بسا اوقات ایسے حالات پیدا کر دیتا ہے کہ بائع، اس کے ہاں اپنا مال کم سے کم قیمت پر فروخت کرنے پر مجبور ہو جائے۔ اور یہ سب کام کمال ہوشیاری، جھوٹ، فریب اور بد دیانتی سے انجام دیا جاتا ہے۔ ایسی سودا بازی کلیتاً حرام ہے۔

صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے دور کا ایک واقعہ ہے۔ ایک صحابی کو کچھ ضرورت لاحق ہوئی تو انہوں نے دوسرے صحابی کو اپنا گھوڑا ۵۰۰ درہم کے عوض بیچ دینا چاہا۔ مشتری نے گھوڑے کی سواری کر کے اندازہ لگایا کہ گھوڑا کم از کم ۸۰۰ درہم کا ہے۔ مشتری نے بائع سے کہا: "اگر میں اس کا ۶۰۰ درہم دے دوں تو؟" بائع بڑا خوش ہوا اور بولا "سبحان اللہ، پھر مجھے اور کیا چاہیئے؟" وہ بولے: "اگر ۷۰۰ درہم دے دوں تو پھر؟" بائع اور خوش ہو گیا۔ اس طرح وہ اضافہ کرتے گئے اور بائع ہر بار بڑا خوش ہوتا۔ آخر مشتری بولا، "تمہارا گھوڑا تو ۸۰۰ درہم کی مالیت کا ہے، آخر تم اسے اتنا سستا کیوں بیچنا چاہتے تھے؟"

بائع نے کہا "میں اپنی ضرورت سے مجبور تھا، میں اپنی لڑکی کو رخصت کرنا چاہتا ہوں" مشتری نے کہا، "لڑکی کو رخصت کرنے کے لئے تنگ ہو کر خرچ کرنے کا شرعی طور پر کوئی جواز نہیں ہے" شریعت نے ہمیں ایسی تقریبات نہایت سادگی سے انجام دینے کا سبق دیا ہے۔ دوسرے یہ کہ شریعت نے ہمیں مال خریدنے کی اجازت دی ہے، دوسروں کی ضرورتیں خریدنے کی اجازت نہیں دی۔"

پھر جب دیکھا کہ وہ بہر حال گھوڑا بیچنا ہی چاہتے ہیں تو پوری رقم انہیں ادا کر دی ——— مجبور لوگوں کی ضرورت کی سودا بازی کا نام ہی بیع مضطر ہے ——— !

(جاری ہے)

- خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیجیے۔
- ترجمان الحدیث کی نشر و اشاعت میں قلمی اور مالی تعاون آپ کا دینی فریضہ ہے۔
- ترجمان میں اشتہار دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں اور عند اللہ ماجور ہوں۔
- تعارف و تبصرہ کیلئے کتاب کے دو نسخے بھیجنا لازمی ہے۔

(مینیجر)

© rasailojaraid.com